بسم اللہ الرحمن الرحیم

اکابر تبلیغ کی نظر میں

علم وذکر

اور

اہل علم واہل ذکر کی اہمیت

از مقبول احمد نقشبندی

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحمَدُہ، وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم ،کافی عرصہ سے مبارک عظیم تبلیغی کام کے تعلق سے کچھ حقائق لکھنے کا ارادہ تھا جو مختلف عوارض کی بنا پر ملتوی ہوتا رہا۔ اب اس کی ابتدا شروع کی ہے۔اللہ پاک سے دعا ہے کہ نفس کے شرورومکروں سے حفاظت فرمائے ۔مجھے اور سب دوستوں کو حق سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہمارے تبلیغی اکابر کے ملفوظات وارشادات کے اقتباسات بمع حوالہ جات لکھنے کا ارادہ ہے جن کے مطالعہ سے اس حقیقت کا پتہ چلتا ہے کہ ان اکابر نے کیسے بہترین طرز پر اس مبارک محنت کو کیا، کہ ساری دنیا کے علماء کرام ومشائخ عظام کے دل جیت لئے اور پوری دنیا میں اس عظیم کام کی اہمیت وافادیت کا عمومی طور پر احساس ہونے لگا۔

اس طرز پر اس مبارک کام یا تحریک کی ابتدا حضرت مولانا الیاس نوراللہ مرقدہ نے بستی نظام الدین دہلی سے فرمائی اوراس تحریک کا کوئی نام تجویز نہیں فرمایا، بعد میں اس تحریک کا نام تبلیغی جماعت پڑ گیا جو معروف ومشہور ہوگیا، ورنہ حضرت مولانا الیاس قدس اللہ سرہ کی تمنا یہ تھی کہ یہ کام یا تحریک بغیر کسی نام کے چلے۔

آج بعض احباب نادانی سے علماء کرام اور مشائخ کے متعلق یا دین کے دوسرے شعبوں کے متعلق ایسی باتیں کر جاتے ہیں جس سے دین کے دوسرے شعبوں کی نفی یا تحقیر محسوس ہوتی ہے اوران کے اس طرز کی وجہ سے اکثر علماء کرام ومشائخ اس طرز پر اس مبارک کام سے متنفر ہورہے ہیں۔حالانکہ ہمارے تبلیغی اکابر سب دینی شعبوں کو انتہائی قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے اوران کے اکابر کو محبت وقدر دانی سے ساتھ ملانے کی کوشش فرماتے

تھے، جیسا کہ ان ملفوظات اور ارشادات سے واضح ہوگا۔ کوشش کی ہے اس وقت صرف تین اکابر، حضرت مولانا الیاس نور اللہ مرقدہ، حضرت مولانا یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا سعید احمد خان رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات و ملفوظات پیش کئے جائیں، جو علم و ذکر اور اہل علم و اہل ذکر کی اہمیت کے بارے میں ہیں۔ اصل کتابوں کا حوالہ اور صفحہ نمبر ساتھ تحریر ہے اصل کتابوں کا براہ راست مطالعہ کرنے سے بھی انشاء اللہ بہت فائدہ ہوگا۔ حضرت مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ کا بھی کچھ تذکرہ تحریر کیا گیا تا کہ معلوم ہو کہ وہ گود کیسی بہترین تھی جس کی تربیت کا یہ ثمرہ پورے عالم میں پھیلا۔ آخر میں دعا ہے اللہ پاک اس مبارک کام کے کرنے کی صحیح حکمت و طرز سجھا دیں اور سب دینی شعبوں کی قدردانی کی توفیق عطا فرمادیں۔ آمین۔

بندہ

مقبول احمد نقشبندی عفی عنہ

از

کتاب: ملفوظات مولانا محمد الیاسؒ

مرتبہ: مولانا محمد منظور نعمانیؒ

مکتبہ دینیات بیرون تبلیغی مرکز رائے ونڈ ضلع لاہور

(۱) فرمایا: ہمارے عام کارکن جہاں بھی جائیں وہاں کے حقانی علماء وصلحاء کی خدمت میں حاضری کی کوشش کریں۔لیکن یہ حاضری صرف استفادہ کی نیت سے ہواوران حضرات کو براہِ راست اس کام کی دعوت نہ دیں۔وہ حضرات جن دینی مشاغل میں لگے ہوئے ہیں ان کوتو وہ خوب جانتے ہیں اورانکے منافع کا وہ تجربہ رکھتے ہیں اورتم انکو یہ بات اچھی طرح سمجھا نہ سکو گے۔یعنی تم انکواپنی ان باتوں سے یقین نہ دلاسکو گے کہ یہ کام انکے دوسرے دینی مشاغل سے زیادہ دین کے لئے مفیداور زیادہ منفعت بخش ہے۔نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ تمہاری بات کو مانیں گےنہیں،اور جب ایک دفعہ انکی طرف سے ''نا'' ہوجائیگی تو پھر اس ''نا'' کا کبھی بھی ''ہاں'' سے بدلنا مشکل ہوجائیگا۔پھراسکا ایک برانتیجہ یہ ہوسکتا ہے کہ انکے عقیدت مند عوام بھی پھرتمہاری بات نہ سنیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ خودتمہارے اندر تذبذب پیدا ہوجائے،اس لئے انکی خدمت میں بس استفادہ ہی کے لئے جایا جائے،لیکن انکے ماحول میں نہایت محنت سے کام کیا جائے اوراصولوں کی زیادہ سے زیادہ رعائت کی کوشش کی جائے۔اس طرح امید ہے کہ تمہارے کام اوراسکے نتائج کی اطلاعیں خودبخود ان کو پہنچیں گی،اوروہ انکے لئے داعی اورانکی توجہ کی جالب ہوجائیں گی۔پھراگراسکے بعدوہ خودتمہاری طرف اورتمہارے کام کی طرف متوجہ ہوں توان سے سرپرستی اور خبرگیری کی درخواست کی جائے،اورانکے دینی ادب واحترام کوملحوظ رکھتے ہوئے اپنی بات ان سے کہی جائے۔

(۲) فرمایا: اگرکہیں دیکھا جائے کہ وہاں کےعلماءاورصلحاءاس کام کی طرف ہمدردانہ

۱۔ صفحہ نمبر۳۴

۲۔ صفحہ نمبر۳۵

طور سے متوجہ نہیں ہوتے تو انکی طرف سے بدگمانیوں کو دل میں جگہ نہ دی جائے، بلکہ یہ سمجھ لیا جائے کہ ان حضرات پر اس کام کی پوری حقیقت ابھی کھلی نہیں، نیز یہ سمجھ لیا جائے کہ چونکہ یہ دین کے خاص خادم ہیں اس لئے شیطان انکا ہم سے زیادہ دشمن ہے۔(چور مایا ہی پر تو آتا ہے) علاوہ اسکے یہ بھی سمجھنے کی بات ہے کہ دنیا جو حقیر ذلیل چیز ہے جب اس کے گرفتار اپنے دنیاوی مشاغل پر اس کام کو ترجیح نہیں دے سکتے اور اپنے مشاغل وانہماک کو چھوڑ کر اس کام میں نہیں لگ سکتے تو اہلِ دین اپنے دینی مشاغل کو اس کام کے لئے کیسے آسانی سے چھوڑ سکتے ہیں۔عرفاء نے کہا ہے کہ ''حجاباتِ نورانی حجاباتِ ظلمانی سے بدرجہا زیادہ شدید ہوتے ہیں۔''

(۳) فرمایا: آپ لوگوں کی یہ ساری چلت پھرت اور ساری جدوجہد بیکار ہوگی اگر اسکے ساتھ علم دین اور ذکر اللہ کا پورا اہتمام آپ نے نہیں کیا (گویا یہ علم وذکر دو بازو ہیں جن کے بغیر اس فضا میں پرواز نہیں کی جاسکتی) بلکہ سخت خطرہ اور قوی اندیشہ ہے کہ اگر ان دو چیزوں کی طرف سے تغافل برتا گیا تو یہ جدوجہد مبادا فتنہ اور ضلالت کا ایک نیا دروازہ نہ بن جائے۔دین کا اگر علم ہی نہ ہو تو اسلام وایمان محض رسمی اور اسمی ہیں۔اور اللہ کے ذکر کے بغیر اگر علم ہو بھی تو وہ سراسر ظلمت ہے اور علیٰ ہذا اگر علمِ دین کے بغیر ذکر اللہ کی کثرت بھی ہو تو اس میں بھی بڑا خطرہ ہے۔الغرض علم میں نور ذکر سے آتا ہے،اور بغیر علمِ دین کے ذکر کے حقیقی برکات وثمرات حاصل نہیں ہو سکتے، بلکہ بسا اوقات ایسے جاہل صوفیوں کو شیطان اپنا آلہ ءکار بنالیتا ہے۔لہذا علم اور ذکر کی اہمیت کو اس سلسلہ میں کبھی فراموش نہ کیا جائے اور اسکا ہمیشہ اہتمام رکھا جائے،ورنہ آپکی یہ تبلیغی تحریک بھی بس آوارہ گردی ہو کر رہ جائے گی،

۳۔ صفحہ نمبر ۳۸

اور خدا نکردہ آپ لوگ سخت خسارہ میں رہیں گے۔

(۴) ایک بار فرمایا: مولانا! ہماری تبلیغ میں علم اور ذکر کی بڑی اہمیت ہے، بدون علم کے نہ عمل ہو سکے نہ عمل کی معرفت، اور بدون ذکر کے علم ظلمت ہی ظلمت ہے اسمیں نور نہیں ہو سکتا، مگر ہمارے کام کرنے والوں میں اسکی کمی ہے، میں نے عرض کیا کہ تبلیغ خود بہت اہم فریضہ ہے اسکی وجہ سے ذکر میں کمی ہونا ویسا ہی ہے جیسا حضرت سید صاحب بریلوی قدس سرہ نے جس وقت جہاد کی تیاری کے لئے اپنے خدام کو بجائے ذکر و شغل کے نشانہ بازی اور گھوڑے کی سواری میں مشغول کر دیا، تو بعض نے یہ شکائت کی کہ اس وقت پہلے جیسے انوار نہیں ہیں، تو حضرت سید صاحبؒ نے فرمایا کہ ہاں اسوقت ذکر کے انوار نہیں ہیں، جہاد کے انوار ہیں، اور اسوقت اسی کی ضرورت ہے۔ فرمایا مگر مجھے علم و ذکر کی کمی کا قلق ہے اور یہ کمی اس واسطے ہے کے ابتک اہلِ علم و ذکر اسمیں نہیں لگے ہیں۔ اگر یہ حضرات آ کر کام اپنے ہاتھ میں لے لیں تو یہ کمی بھی پوری ہو جائے۔ مگر علماء اور اہلِ ذکر تو ابھی تک اس میں بہت کم آئے ہیں۔

(۵) ایک بار فرمایا: میں ابتدا میں اس طریقہ ذکر کی تعلیم دیتا ہوں: ہر نماز کے بعد تسبیح فاطمہ اور تیسرا کلمہ (**سُبحَانَ اللّٰهِ وَالحَمدُ لِلّٰهِ وَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَكبَرُ وَلَا حَولَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰه**) اور صبح شام سو سو بار درود شریف و استغفار و تلاوتِ قرآن مع تصحیح قرات اور نوافل میں تہجد کی تاکید اور اہلِ ذکر کے پاس جانا۔ علم بدون ذکر کے ظلمت ہے اور ذکر بدون علم کے بہت سے فتنوں کا دروازہ ہے۔

۴۔ صفحہ نمبر ۴۵

۵۔ صفحہ نمبر ۴۹

(٦) **پھر فرمایا کہ** علم اور ذکر کا کام ابھی تک ہمارے مبلغین کے قبضہ میں نہیں آیا، اسکی مجھے بڑی فکر ہے، اور اسکا طریقہ یہی ہے کہ ان لوگوں کو اہلِ علم اور اہلِ ذکر کے پاس بھیجا جائے کہ انکی سرپرستی میں تبلیغ بھی کریں اور اُن کے علم وصحبت سے بھی مستفید ہوں۔

(٧) **فرمایا** دو چیزوں کا مجھے بڑا فکر ہے انکا اہتمام کیا جائے۔ایک ذکر کا کہ اپنی جماعت میں اس کی کمی پا رہا ہوں اُن کو ذکر بتلایا جائے۔

(٨) **فرمایا:** تبلیغی گشت کے وقت میں اور خاص طور پر کسی مخاطبہ کے وقت بھی ذکر وفکر میں مشغولی کے لئے جماعت کو جو تاکید کی جاتی ہے تو اسکا خاص منشاء یہ ہے کہ جس وقت ایک حقیقت کسی کو سمجھانے اور منوانے کی کوشش کی جائے تو بہت سے دلوں میں اس وقت اس حقیقت کی تصدیق اور اسکا یقین واذعان ہو، اسکا اثر دوسرے کے قلب پر پڑتا ہے، اللہ تعالیٰ نے انسانی قلوب میں بڑی طاقتیں رکھی ہیں، لوگ ان سے واقف نہیں ہیں۔

(٩) **فرمایا:** ذکراللہ شرِ شیاطین سے بچنے کے لئے قلعہ اور ''حصن حصین'' ہے۔لہذا جس قدر غلط اور برے ماحول میں تبلیغ کے لئے جایا جائے شیاطین، جن وانس کے برے اثرات سے اپنی حفاظت کے لئے اسی قدر زیادہ ذکر اللہ کا اہتمام کیا جائے۔

٦۔ صفحہ نمبر ۵۵

٧۔ صفحہ نمبر ٦٠

٨۔ صفحہ نمبر ٦٣

٩۔ صفحہ نمبر ٦٣

(۱۰) فرمایا: ''مجھے جب بھی میوات جانا ہوتا ہے تو میں ہمیشہ اہلِ خیر اور اہل ذکر کے مجمع کے ساتھ جاتا ہوں، پھر بھی عمومی اختلاط سے قلب کی حالت اسقدر متغیر ہو جاتی ہے کہ جب تک اعتکاف کے ذریعہ اسکو غسل نہ دوں یا چند روز کے لئے ''سہارنپور'' یا ''رائے پور'' کے خاص مجمع اور خاص ماحول میں جا کر نہ رہوں قلب اپنی حالت پر نہیں آتا۔ دوسروں سے بھی کبھی کبھی فرمایا کرتے تھے کہ: دین کے کام کے لئے پھرنے والوں کو چاہیئے کے گشت اور چلت پھرت کے طبعی اثرات کو خلوتوں کے ذکر وفکر کے ذریعہ دھویا کریں۔''

فرمایا: ہماری تبلیغ میں کام کرنے والوں کو تین طبقوں میں تین ہی مقاصد کے لئے خصوصیت سے جانا چاہیئے: علماء اور صلحاء کی خدمت میں دین سیکھنے اور دین کے اچھے اثرات لینے کے لئے۔ اپنے سے کم درجہ کے لوگوں میں دینی باتوں کے پھیلانے کے ذریعہ اپنی تکمیل اور اپنے دین میں رسوخ حاصل کرنے کے لئے۔ مختلف گروہوں میں انکی متفرق خوبیاں جذب کرنے کے لئے۔

(۱۱) فرمایا: انبیاءؑ باوجودیکہ معصوم اور محفوظ ہیں اور علوم و ہدایات براہِ راست حق تعالیٰ سے حاصل کرتے ہیں، لیکن جب ان تعلیمات وہدایات کی تبلیغ میں ہر طرح کے لوگوں سے ملنا جلنا اور ان کے پاس آنا جانا ہوتا ہے تو ان کے مبارک اور منور قلوب پر بھی ان عوام الناس کی کدورتوں کا اثر پڑتا ہے اور پھر تنہائی کے ذکر و عبادت کے ذریعہ وہ اس گرد و غبار کو دھوتے ہیں۔ (فرمایا) سورۂ مزمل میں حضور ﷺ کو قیام لیل (تہجد) کا حکم دیتے ہوئے یہ جو

۱۰۔ صفحہ نمبر ۲۷

۱۱۔ صفحہ نمبر ۸۷

فرمایا گیا ہے کہ ''اِنَّ لَكَ فِی النَّهَارِ سَبحاً طَوِیلًا ''۔(اے رسول ﷺ دن میں تم کو بہت چلنا پھرنا رہتا ہے) تو اس میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ سیدالانبیاء ﷺ کو بھی دن کی دوڑ دھوپ اور چلت پھرت کی وجہ سے رات کی اندھیری اور تنہائی میں یکسوئی کے ساتھ عبادت کی ضرورت تھی، پھر اس آیت سے اگلی آیت میں جو متصلاً فرمایا گیا ''وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَ تَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيلًا ''(اور اپنے رب کے نام کی یاد کر اور یکسوئی سے ہمہ تن اس کی طرف متوجہ ہو) تو اس سے بھی اس مضمون کی مزید تائید ہوتی ہے ،کہ تبلیغی دوڑ دھوپ کرنے والوں کو ذکر وفکر اور یکسوئی کے ساتھ اللہ کی عبادت کی خصوصیت سے ضروت ہوتی ہے۔

پس ہم کو بھی اسکے مطابق عمل کرنا چاہئے ۔ بلکہ ہم اسکے بہت زیادہ محتاج ہیں، کیونکہ اولاً تو ہم خود کچے اور ظلمتوں سے بھرے ہوئے ہیں اور پھر اپنے جن بڑوں سے ہم دینی فیوض اور ہدایات حاصل کرتے ہیں وہ بھی ہماری طرح غیر معصوم،اور جن میں تبلیغ کے لئے جاتے ہیں وہ بھی عام انسان ہی ہیں۔غرض ہم میں خود بھی کدورتیں ہیں اور ہمارے دونوں جانب بھی بشری کدورتیں ہیں جنکا ہم پر اثر پڑنا لازمی اور فطری ہے۔اس لئے ہم اسکے بہت ہی زیادہ محتاج ہیں کہ رات کی اندھیریوں اور تنہایوں میں اللہ کے ذکر وعبادت کا اہتمام اور التزام کریں۔قلب پر پڑے ہوئے برے اثرات کا یہ خاص علاج ہے۔

(۱۲) فرمایا: ہماری اس دینی دعوت میں کام کرنے والے سب لوگوں کو یہ بات اچھی طرح سمجھا دینی چاہئے کہ تبلیغی جماعتوں کے نکلنے کا مقصد صرف دوسروں کو پہونچانا اور بتانا ہی نہیں ہے، بلکہ اس ذریعہ سے اپنی اصلاح اور اپنی تعلیم وتربیت بھی مقصود ہے،لہذا نکلنے

۱۲۔ صفحہ نمبر ۱۱۰

کے زمانہ میں علم اور ذکر میں مشغولیت کا بہت زیادہ اہتمام کیا جائے، علم دین اور ذکر اللہ کے اہتمام کے بغیر نکلنا کچھ بھی نہیں ہے۔ پھر یہ بھی ضروری ہے کہ علم و ذکر میں یہ مشغولیت اس راہ کے اپنے بڑوں سے وابستگی رکھتے ہوئے اور ان کے زیرِ ہدایت ونگرانی ہو۔ انبیاءؑ کا علم و ذکر اللہ تعالیٰ کے زیرِ ہدایت تھا، اور صحابہ کرامؓ حضور ﷺ سے علم و ذکر لیتے تھے، اور حضور ﷺ ان کی پوری پوری نگرانی فرماتے تھے، اسی طرح ہر زمانہ کے لوگوں نے اپنے بڑوں سے علم و ذکر لیا، اور انکی نگرانی اور رہنمائی میں تکمیل کی، ایسے ہی آج بھی ہم اپنے بڑوں کی نگرانی کے محتاج ہیں، ورنہ شیطان کے جال میں پھنس جانے کا بڑا اندیشہ ہے۔

(۱۳) فرمایا: ہمارے سب کام کرنے والوں کو یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ تبلیغ کے لئے باہر جانے کے زمانے میں بالخصوص علم اور ذکر کی طرف بہت زیادہ توجہ کریں، علم اور ذکر میں ترقی کے بغیر دینی ترقی ممکن نہیں، نیز علم اور ذکر کی تحصیل و تکمیل اس راہ کے اپنے بڑوں سے وابستگی رکھتے ہوئے اور ان کے زیر ہدایت اور ان کی نگرانی میں ہو۔ انبیاءؑ کا علم و ذکر اللہ تعالیٰ کے زیر ہدایت اور اس کے حکم کے ماتحت ہوتا تھا، اور حضرات صحابہ کرامؓ کا علم و ذکر رسول اللہ ﷺ کی ہدایت کے ماتحت اور آپ ﷺ کی نگرانی میں ہوتا تھا، پھر ہر زمانہ کے لوگوں کے لئے اس قرن کے اہلِ علم اور اہلِ ذکر گویا رسول اللہ ﷺ کے خلفاء ہیں، لہذا علم و ذکر میں اپنے بڑوں کی نگرانی سے استغناء نہیں۔

(۱۴) فرمایا: علم و ذکر کو زیادہ مضبوطی سے تھامنے کی زیادہ سے زیادہ ضرورت ہے، مگر علم و ذکر کی حقیقت اچھی طرح سمجھ لینی چاہئے۔ ذکر کی حقیقت ہے عدم غفلت، اور فرائضِ

۱۳۔ صفحہ نمبر ۱۴۹

۱۴۔ صفحہ نمبر ۱۵۵

دینی کی ادائیگی میں لگا رہنا اعلیٰ درجہ کا ذکر ہے، اس لئے دین کی نصرت اور اس کے فروغ کی جدو جہد میں مشغول رہنا ذکر کا اونچا درجہ ہے، بشرطیکہ اللہ کے اوامر اور مواعید کا خیال رکھتے ہوئے ہو۔اور ذکر نفلی اس واسطے ہے کہ آدمی کے جو اوقات فرائض میں مشغول نہ ہوں وہ لایعنی میں نہ گزریں، شیطان یہ چاہتا ہے کہ فرائض میں لگنے سے جو روشنی پیدا ہوتی ہے اور جو ترقی حاصل ہوتی ہے وہ لایعنی میں لگا کے اس کو برباد کر دے، پس اس سے حفاظت کے لئے ذکر نفلی ہے، الغرض فرائض سے جو وقت فارغ ہو اسکو ذکر نفلی سے معمور رکھا جائے، تاکہ شیطان لایعنی میں مشغول کر کے ہمیں نقصان نہ پہنچا سکے۔(نیز ذکر نفلی کا ایک خاص اہم فائدہ یہ بھی ہے کہ اس سے عام دینی کاموں میں ذکر کی شان پیدا ہوتی ہے، اور اللہ کے اوامر کی تعمیل میں اور اس کے مواعید کے شوق میں کام کرنے کا ملکہ پیدا ہوتا ہے)۔اسی سلسلہ میں فرمایا: فرائض میں لگنا حتی کہ نماز پڑھنا بھی اگر اللہ کے اوامر اور مواعید کے دھیان کے ساتھ نہ ہو تو اصلی ذکر نہیں، بلکہ صرف جوارح کا ذکر ہے، اور قلب کی غفلت ہے، اور حدیث میں قلب ہی کے متعلق ہے۔کہ ''**اِذَا صَلُحَتْ صَلُحَ الْجَسَدُ كُلُّه، وَ اِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّه،** ''(کہ انسان کے وجود میں یہی وہ مرکز ہے کہ اگر وہ ٹھیک ہو تو پھر سب ٹھیک ہے اور اگر وہ خراب ہو تو پھر سب خراب ہے) تو اصلی چیز ہے بس اللہ کے اوامر اور اس کے مواعید کے دھیان کے ساتھ اللہ کے کاموں میں لگا رہنا، یہی ہمارے نزدیک ذکر کا حاصل ہے۔اور علم سے مراد دینی مسائل اور دینی علوم کا صرف جاننا نہیں ہے۔دیکھو یہود اپنی شریعت اور اپنے آسمانی علوم کے کیسے عالم تھے، کہ رسول اللہ ﷺ کے نائبوں کے نائبوں تک کے حلیے اور نقشے حتیٰ کہ ان کے جسموں کے تل کے متعلق بھی ان کو علم تھا، لیکن کیا ان باتوں کے صرف جاننے نے ان کو کوئی فائدہ دیا؟

از

کتاب: مولانا الیاسؒ اور انکی دینی دعوت

مرتبہ: سید ابوالحسن علی ندویؒ

(مکتبہ): مجلس نشریاتِ اسلام، کراچی

(۱۵) تعلیم اور تزکیہ میں تفریق :اس کے بعد وہ دور آنا شروع ہوا جس میں مسند ظاہر کے درس گو باطن کے کورے، اور باطن کے روشن دل ظاہر سے عاری ہونے لگے، اور عہد بہ عہد ظاہر و باطن کی یہ خلیج بڑھتی ہی چلی گئی، تا آنکہ علوم ظاہر کے لئے مدارس کی چہار دیواری اور تعلیم وتزکیہء باطن کے لئے خانقاہوں اور رباطوں کی تعمیر عمل میں آئی، اور وہ مسجد نبوی جس میں یہ دونوں جلوے یکجا تھے، اس کی تجلّیات مدرسوں اور خانقاہوں کے دو حصوں میں تقسیم ہوگئیں، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مدارس سے علماء دین کی جگہ علماء دنیا نکلنے لگے اور باطن کے مدعی علمِ شریعت کے اسرار و کمالات سے جاہل ہوکر رہ گئے۔

(۱۶) دُعا و انابت الی اللہ: اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع و انابت و دعا اور ذکر کی کثرت مولانا کی زندگی کی روح رواں اور ان کے نزدیک ان کی اس دعوت و تحریک کا قلب تھا، ایک مرتبہ ارشاد فرمایا:

''ہماری اس تحریک کی صحیح ترتیب یہ ہے کہ اس میں سب سے زیادہ کام دل کا ہو (یعنی اللہ پاک کے سامنے تضرع اور اس کی نصرت پر کامل اعتماد کے ساتھ اس سے استعانت اور دنیا اور مافیہا سے بالکل منقطع ہوکر اس کی طرف۔انابت) اس کے بعد دوسرے درجہ میں جوارح کا کام ہو (یعنی اللہ کی مرضیات کے فروغ کے لئے دوڑ دھوپ اور محنت و مشقت) اور تیسرے درجہ میں زبان کا کام ہو (مطلب یہ کہ سب سے کم مقدار تقریر کی ہو، اس سے زیادہ مقدار سعی و جد و جہد کی ہو اور سب سے زیادہ مقدار دل کے کام کی ہو، یعنی اللہ کی طرف انابت اور اس سے استغاثہ و استعانت۔''

۱۵۔ صفحہ نمبر ۱۴۳

۱۶۔ صفحہ نمبر ۲۲۵

اسی پر مولانا کا عمل تھا اور اس کی دوسروں کو تاکید و وصیت اس خاکسار کو ایک گرامی نامہ میں تحریر فرمایا۔

''یہ بات ہمیشہ پیش نظر رہے اور کبھی نظر خطا نہ کرے کہ مقصود دین کی ہر چیز کا محض قوت دعا کا بڑھانا ہے اس میں ہر وقت بہت ہی زیادہ سعی کی جاوے۔ اگر جوارح کے کام میں مشغول ہونے کے وقت قلب قوت کے ساتھ دعا میں مشغول رہنے کی برداشت کر سکے تو اس میں بہت کوشش فرماویں، ورنہ اس امر کے لئے مکتوبات اور سحر اور اس امر کے نکلنے کے اطراف اور درمیان کے خالی اوقات کو دعا سے آباد رکھیں۔''

(۱۷) عزیز محترم حضرت شیخ الحدیث و حضرت محترم جناب ناظم صاحب دامت بر کاتکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ امید ہے کہ مزاج سامی بعافیت ہوں گے۔ ایک مضمون جس کا قبل از رمضان مجھے بہت زیادہ اہتمام تھا، اپنی قوت بشریہ کے ضعف وضعفِ ایمانی کی بنا پر بالکل نسیاً منسیا ہوگیا۔ وہ یہ کہ حق تعالی کے فضل وکرم سے یہ کام اتنا وسیع ہوگیا ہے کہ اب اس کی روز افزوں ترقی ومقبولیت کو دیکھ کر میں اپنے نفس سے بالکل مامون نہیں ہوں کہ وہ کہیں عجب و کبر میں مبتلا نہ ہو جائے، لہٰذا آپ جیسے اہل حق کی نگرانی کا میں سخت محتاج ہوں اور اپنی نگرانی کا آپ حضرات مجھے ہر وقت محتاج خیال کریں کہ اس میں کی خیر پر مجھے جمنے کی تاکید فرماویں اور اس میں کی شر سے مجھے جھنجلاہٹ سے منع کر دیں۔ (۲۲رمضان ۶۲ھ ۲۳ستمبر ۴۳ء)

(۱۸) ''شعبان کے سارے مہینے کے ہر جمعہ کو میوات جانا ہوا، میرے جو خیال میں

۱۷۔ صفحہ نمبر ۲۱۷

۱۸۔ صفحہ نمبر ۲۲۶۔۲۲۷

ایک بات ہے وہ میری قابلیت، میری حیثیت سے اُونچی بہت ہے، عمل میں لانا تو درکنار فہم وذکا کی رسائی سے بھی بہت عالی ہے، لیکن بایں ہمہ میری طبیعت اس امر میں کوشش کرنے سے اوراس خیال میں رہنے سے ہٹتی نہیں ہے، اس لئے بوجہ نہایت فوق الطاقتہ ہونے کے اپنے نہایت اعلیٰ اور نازک اور لطیف اور دین کی اشاعت اور ترقی کا محض واحد مدار ہونے کے باعث آپ جیسوں کی ہمت اور توجہ اور دعا کا نہایت مستحق ہے۔ اسلئے اپنی پوری دعوات سے میری مدد فرمانے میں دریغ نہ فرماویں، حق تعالیٰ شانہ کی بارگاہ سے کسی مطلوب کا ملنا عزیز وبعید نہیں ہے، آپ دُعا وہمت اور توجہ کے ساتھ طلب میں کمی نہ فرماویں، میرے دل کی تمنا ہے کہ کم سے کم میرا دماغ اور خیال اور وقت اور قوت اس امر کے سوا ہر چیز سے فارغ رہے، خیر بس زیادہ کیا لکھوں مطلب یہ ہے کہ آپ بھی دعا سے مدد فرماویں اور بھی سب بزرگوں کے یہاں جہاں تک ہوسکے ان سے دعا کروانے اور ہمت کو متوجہ کرنے میں آپ وسیلہ اور شفیع وساعی بنیں''

''اس نازک زمانے میں دلوں سے نکل چکنے والے، قدر سے گرے ہوئے، آنکھوں میں حقارت سے سمائے ہوئے دین کی بابت کسی آواز کا کسی کان تک پہنچنا رتی اور ذرّہ برابر کسی دل کے اندر اترنے کی امید رکھنا محال اور باد بدست آوردن کے برابر ہے، جتنی ضرورت ہے اس وقت اس کا استحالہ برابر دوش بدوش چل رہا ہے، فضول خیالات میں عمر گنوا دینا نہایت مرغوب ومستحسن نظر آرہا ہے۔ تھوڑے سے تھوڑا وقت سلف کے طریقہ میں گزاردینے سے اور پھر اس کے ساتھ ساتھ اپنے اندرونی جذبہ ہمت کا ضعف اور اپنا عجز، عقل وفہم کا فتور اس طرف چھوٹی سے چھوٹی حرکت کرنے سے روکتا ہے، بایں ہمہ حق جل علا شانہ کے فرمان عالی کی حقانیت ومواعید کی عظمت اور اس کے اوامر عظیمہ پر نظر بیٹھنے بھی نہیں دیتی، طرفین کی کشاکش سے ضعیف طبع پر اضحلال وحیرانی رہتی ہے اس نازک مقام پر کیا کیا جاوے۔ میرا

مقصد اس تحریر سے یہ ہے کہ آپ جیسے باہمت اہل دل اصحاب موقع کی نزاکت کے بقدر اور حیثیت کے موافق، حق تعالیٰ کے جناب عالی میں تضرع اور زاری کے ساتھ بدعا ہوں۔

(۱۹) مولانا کی والدہ ماجدہ: مولانا کی والدہ محترمہ ''بی صفیہ'' بڑی جیّد حافظہ تھیں، اُنہوں نے قرآن مجید شادی کے بعد مولانا یحییٰ صاحبؒ کی شیر خوارگی کے زمانہ میں حفظ کیا تھا اور ایسا اچھا یاد تھا کہ معمولی حافظ ان کے مقابلے میں نہیں ٹھہر سکتا تھا، معمول تھا کہ رمضان میں روزانہ پورا قرآن مجید اور دس پارے مزید پڑھ لیا کرتی تھیں، اس طرح ہر رمضان میں چالیس قرآن مجید ختم کرتی تھیں۔ رواں اتنا تھا کہ گھر کے کام کاج اور انتظامات میں فرق نہ آتا، بلکہ اہتمام تھا کہ تلاوت کے وقت ہاتھ سے کچھ نہ کچھ کام کرتی رہتیں، رمضان کے علاوہ امور خانہ داری کے ساتھ روزانہ کے معمولات یہ تھے: درود شریف ۵ ہزار بار، اسم ذات اللہ ۵ ہزار بار، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم (۱۹سو بار)، **یَا مُغْنِی** (۱۱سو بار)، **لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ** (بارہ سو بار)، **یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ** (دوسو بار)، **حَسْبِیَ اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَکِیْلُ** (۵سو بار)، **سُبْحَانَ للّٰه** (دوسو بار)، **اَلْحَمْدُ لِلّٰه** (دوسو بار)، **لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه** (۲سو بار)، **اَللّٰهُ اَکْبَرُ** (دوسو بار)، **استغفار** (۵سو بار)، **وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰهِ** (سو بار)، **حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَکِیْلُ** (سو بار)، **رَبِّ اِنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ** (سو بار)، **رَبِّ اِنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ** (سو بار)، **لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ** (سو بار)۔

اس کے علاوہ قرآن مجید کی ایک منزل روزانہ تلاوت کا معمول تھا۔

۱۹۔ صفحہ نمبر ۵۱

از

کتاب: مکاتیب شاہ محمد الیاسؒ

مرتبہ: مولانا سیّد ابوالحسن علی ندویؒ

(دارالاشاعت کراچی نمبرا)

(۲۰) مکاتب کی بقا

بخدمت شریف مکرم و معظم و محترم جناب حاجی رشید احمد صاحب متعنا اللہ بطول بقائکم و فیوضکم و برکاتکم ،

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ، حضرت حاجی شیخ صاحب! اللہ جل جلالہٗ وعم نوالہ نے جو عزت اور ثروت اور خصوصی دولتوں سے آپکو مشرف فرمارکھا ہے اس پر نظر کرتے ہوئے جو کچھ آپ کے ساتھ یہ ناہنجار بے ادبی اور آپ کی شان کے خلاف گستاخی کرے وہ جس قدر بھی قابل نفرین و ندامت اور توبیخ و سرزنش ہو وہ حق بجانب اور حق ہے، لیکن جناب کی علو حوصلہ اور ہمت مردانہ اور غریب پرور طبیعت نے ہم خدام کو آپکی بارگاہ میں ایسا گستاخ بنا رکھا ہے کہ تعلق کی قوت، آپ کے اخلاق کی عادت ہمت پیدا کرتی ہے کہ آپکی خدمت میں عرض معروض کر لیتے ہیں چاہے بعد میں ندامت ہو اور چاہے اس وقت ندامت کے خلاف کوئی صورت ہو اسی کے ماتحت ایک نہایت ضروری معروض نظام الدین کے مسئلہ حاضرہ کی بابت جناب کی توجہ مبذول کرنا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ اہلِ زمانہ کی طبائع کی سیل کو اب سے پندرہ برس پہلے سے اپنی کوتاہ نظر سے لیکن اللہ کی توفیق دی ہوئی بصیرت سے یہ اندازہ لگا چکا تھا کہ یہ رفتار مکاتب اور مدارس کی جو چل رہی ہے اس میں دو خرابیاں ہیں۔ اول یہ کہ جس بنیاد سے چل رہی ہے یعنی لوگوں کا میلان اور ان کی وہ رغبت جس کی وجہ سے مکتبوں اور مدرسوں میں مخلصانہ کوشش کرنیوالے کھڑے ہوتے ہیں اور چندہ دینے والے چندہ دیتے ہیں، یہ عنقریب ختم ہونے والی ہے اور آگے چل کر راستہ اس کا مسدود ہے۔ دوسری وجہ یہ کہ علوم جن اغراض کے حصول کے لئے علوم تلاش کئے جاتے ہیں، ان علوم کے ساتھ وہ اغراض وابستہ رہنے کے باعث علوم بیکار ہوتے چلے آتے ہیں۔ اب علوم سے وہ منافع اور اغراض

۲۰۔ صفحہ نمبر ۱۱۲

حاصل نہیں ہوتے، جنکی وجہ سے علوم کی توقیر اور تحصیل تھی ان دو باتوں پر نظر کرتے ہوئے میں نے اس طرز کی طرف اپنی توجہ کو متوجہ کیا جس کو آپ دیکھ رہے ہیں اور جان رہے ہیں۔ اور آپ جیسے سب احباب اور بزرگوں سے طالب رہا کہ آپ میرے معین اور مددگار بلکہ اس کے اندر ایسی ہمت مردانہ (ف: دین کی رغبت جس کی وجہ سے لوگ مکتبوں اور مدرسوں کی اعانت کرتے تھے ختم ہونیوالی ہے اور آگے چل کر راستہ مسدود ہے) سے کھڑے ہوں کہ آپ ہی اصل ہوں۔ کیونکہ آپ کی ہمت آپ کا حوصلہ آپ کی قوت آپ کی طبیعت آپ کا دماغ اس قابل تھا اور اسکی اہلیت رکھتا ہے کہ کسی جاندار کام کو اٹھالیں۔ جاندار کام کے لئے جاندار ہی اہل ہیں۔ میں نے اس کام کے اندر جس قدر آپ جیسوں کی خوشامد اور ہمت اور تحریض اور اپنے منصب سے نہایت برخلاف گستاخی اور بے ادبی سے لگانے میں کوشش کی اس میں بے نصیب اور ناکام رہ کر میں نے اخیر اس پر اکتفا کیا کہ میں جس کام میں لگ رہا ہوں اس میں لگے رہتے ہوئے مکاتب کی جو صورتیں پیدا ہوتی رہیں صرف اس کی سرسبزی کی ذمہ داری آپ نے لیں چنانچہ جناب نے مکاتب کا سلسلہ اپنے ہاتھ میں لیا اور آپ کے سایہ عاطفت میں جتنا ہوسکا اس کی پرورش ہوتی رہی لیکن جو کچھ سمجھ رہا تھا وہی پیش آیا کہ پچھلے جو دینے والے تھے ان کو دوام ہو ہی نہیں سکتا اور آئندہ کو رغبتیں پیدا نہیں ہو رہیں، ہوتی رغبتیں زوال پذیر تو بہت زیادہ ہیں اور نہ ہوتی رغبتیں بڑی بڑی کوششوں سے پیدا ہونی دشوار ہو رہی ہیں، بہرحال جناب کی خدمت میں مکاتب کے فروغ کے لئے میرے نزدیک جو صورت بہتر ہے وہ جناب کی خدمت میں عرض کرتا ہوں، بے کوشش کوئی کام نہیں ہوا کرتا آپ اپنی طبیعت کو مستقل فرما دیں۔ جھجک کو پاؤں سے مسل کر الیکشن کے زمانہ میں جن لوگوں کو آپکی سعی سے مالی منفعت ہوئی اور بے کار لڑائیوں وغیرہ میں ان کا

کثیر مال ضائع ہونے سے محفوظ رہا۔ان کے ساتھ خیر خواہی اور انکی ہمدردی صرف اس امر میں ہے کہ آپ ان کو اس امر خیر میں خرچ کرنے پر آمادہ کریں اور اس میں کوشش کریں کہ کار خیر میں خرچ کے اندر کوشش کرنے سے ان کی طبیعتوں کا بھی امالہ ہوگا اور مال کے اندر بھی طہارت اور پاکی پیدا ہوگی اور شروع شروع میں ان کو مائل کرنے میں کچھ دیر بھی لگے گی تو تھوڑے دنوں میں کوشش سے انشاء اللہ یہ راستے پھر جاری ہو جاویں گے اور ان لوگوں کے یہ بات ذہن نشین کرنے میں آپ ہمت فرماویں کہ سینکڑوں مدرسوں کا سست پڑ جانا یا بند ہو جانا اہل زمانہ کے لئے نہایت وبال اور نہایت باز پرسی کا خطرہ رکھتا ہے کہ قرآن دنیا سے مٹتا چلا جائے اور ہمارے پیسوں میں اسکا کوئی حصہ ہمارے دلوں میں اس کا کوئی درد نہ ہو یہ سب خطرناک ہیں، آپ کی تھوڑی سی کوشش سے یہ کثیر مقدار قائم رہ سکتی ہے۔اور یہ اگر تھوڑے دنوں سرسبز رہ گئے۔خربوزہ کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے اور اگر یہ سرسبز ہو گئے تو اور بھی بہت سے لوگ جاری کریں گے اور یہی مضمون باہر کے جو لوگ اہل ثروت کثرت سے آپ سے تعلق رکھتے ہیں ان کو آنے پر زبانی ذکر کرنے کا اور ڈاک کے ذریعہ ان سے خطاب کرنے کا آپ عزم بالجزم فرمالیں ۔نواب چھتاری کے یہاں بہت سارا وقف ہے ،میرے والد کے زمانہ میں سینکڑوں ماہوار حضرت والد **نَوَّرَ اللّٰهُ مَرْقَدُہٗ** کے واسطہ سے بیوگان اور یتامیٰ اور مساکین کے مقرر تھے، میرے آنے کے بعد خود میرے بھی پانچ روپے آتے رہے سلسلہ جنبانی نہ ہونے سے یہ پانچ تک جاتے رہے، اہل ثروت سے خیر میں خرچ کرنے کا خطاب اور ان پر زور دینے کی آپ مشق فرمائیں،تو یہ تحریک شعبہء دین کا ایک زبردست کام ہے ۔مرنے کے بعد دین کی کوشش میں جتنا حوصلہ بلند ہوگا اتنا ہی کارآمد ہوگا۔فقط والسلام

(۲۱) کوشش کرنے والے کو کوشش کرتے وقت اپنے ماوجب میں نظر کو مخصوص رکھنا اور اپنے قلب کو حکم دینے والے کی عظمت میں مشغول رکھنا اپنی قربانی کو خلوص کے ساتھ کامل کرنے کے دھیان میں مقصود رکھنا نکلنے کے زمانہ میں خصوصاً، ذکر اور تخلیہ کی فکر میں ساعات کو گزارنے میں مشغول رکھنا۔ بس یہ نکلنے والوں کی ذمہ داریاں ہیں۔ اور فکر کوئی بڑی چیز نہیں ہے، تنہائیوں میں بیٹھ کر اپنے نفس سے یہ کہنا کہ قطعاً یہ چیز اللہ کو راضی کرنے والی ہے اور موت جو یقیناً ایک آنے والا وقت ہے تیری نفسانی زندگی کو قطعاً درست کرنے والا ہے اور **اَلدَّالُ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِهٖ** کو سچ سمجھ کر اس نکلنے کی وجہ سے جتنی نیکیاں وجود میں آئیں یا آسکنے والی ہوں ان سب کو جمع کر کے اللہ کی خوشنودی کو اس کے ساتھ وابستہ ہونے پر نفس کو خطاب کر کے بتکلف یقین کرنا بس اسی کا نام فکر ہے۔ نیز آدمی کے لئے بہت زیادہ ضروری ہے کہ حق تعالیٰ کی خوشنودی کی بھی قیمت کرلے کہ اس نے کیا دھری ہے۔ **وَ رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَکْبَرُ**، ان چیزوں کو تنہائیوں میں مستقل بیٹھ کر دل میں جگہ دے اور کام کرنے کے وقت بھی اس دھیان پر جمے رہنے کی کوشش میں کمی نہ کرے۔

(۲۲) یہ کہ اس امر میں اصلی چیز جو ہے وہ کیفیات ہیں، کیفیات کے لئے تحریر یا کوئی تقریر ضابطہ نہیں ہوسکتی، جو چیز اللہ کے ارادہ نے صحبت سے وابستہ کی ہے وہ اس کے بغیر نہیں ہوسکتی۔ فطرت کے خلاف ہو ہی نہیں سکتا۔ جس بارہ میں جوسنت الٰہیہ جاری ہوچکی وہ اسی طرح ہوگی۔

۲۱۔ صفحہ نمبر ۲۰

۲۲۔ صفحہ نمبر ۲۱

(۲۳) اس کی تشکیل کے طور پر ان چند چیزوں کو چھانٹ کر رکھا ہے اول کلمہ طیبہ جو کہ خدا کی خدائی کا اقرار نامہ ہے کہ اللہ کے حکم پر جان دینے کے علاوہ درحقیقت کوئی مشغلہ ہمارا نہیں ہوگا اس کے لفظوں کی تصحیح کے بعد نماز کے اندر کی چیزوں کی تصحیح کرنے پھر باقی علوم سیکھنے کی طرف اس وقت کو مشغول کر لینا، دوسرے نمازوں کو حضور ﷺ کی جیسی نماز بنانے کی کوشش میں لگا رکھنا۔ جب تک ویسی نہ بنا لے اپنے کو جاہل شمار کرنا، تیسرے تین وقتوں کو صبح وشام اور کچھ حصہ شب کا اپنی حیثیت کے مناسب ان دو چیزوں (تحصیل علم و ذکر) میں مشغول رکھنا، تین چیزیں یہ ہوگئیں، چوتھے ان چیزوں کو پھیلانے کے لئے اصل فریضہء محمدیؐ سمجھ کر نکلنا یعنی ملک بہ ملک رواج دینا پانچویں اس پھرنے میں خلق کی مشق کرنے کی نیت رکھنا جس میں اپنے ماعلیہ کی ادائیگی کی سرگرمی ہو خواہ خالق کی طرف سے ہو یا خلق کے ساتھ متعلق ہوں، کیونکہ ہر شخص سے اپنے ہی متعلق سوال ہوگا۔

(۲۴) یہ کام خود جالب رحمت ہے، یہ بات ہمیشہ پیش نظر رہے اور کبھی نظر خطا نہ کرے کہ مقصود دین کی ہر چیز کا محض قوت دعا کا بڑھانا ہے، اس میں ہر وقت بہت ہی زیادہ سعی کی جاوے اگر جوارح کے کام میں مشغول ہونے کے وقت قلب قوت کے ساتھ دعا میں مشغول رہنے کی برداشت اور مصروفیت اور بخوبی مشغولیت کر سکے تو اس میں بہت کوشش فرماویں ورنہ اس امر کے لئے مکتوبات اور سحر اور اس امر کے لئے نکلنے کے اطراف اور درمیان میں خالی اوقات دعا سے آباد رکھیں اور ہم خدام کو بھی یاد رکھیں۔

۲۳۔ صفحہ نمبر ۲۸

۲۴۔ صفحہ نمبر ۳۱

(۲۵) ہر شخص کا اپنے کے ساتھ یہ ہی برتاؤ رہے بندہ ناچیز کی نظر میں کوئی شخص کوئی مسلم ہر گز ایسا نہیں کہ کچھ خوبیوں اور کچھ خرابیوں سے خالی ہے ہر شخص میں یقیناً کچھ خوبیاں اور کچھ خرابیاں ہوتی ہیں۔ اگر خرابیوں کے ساتھ نظر اندازی اور ستر کا اور خوبیوں کی پسندیدگی اور ان کے اکرام کا ہم مسلمانوں میں رواج ہو جائے، تو بہت سے فتنہ اور بہت سی خرابیاں اپنے آپ دنیا سے اٹھ جاویں اور ہزاروں خوبیوں کی اپنے آپ بنیاد پڑ جاوے۔

(۲۶) بزرگوں کی سوانحوں سے اس کی بڑی تائیدات آپ کو ملیں گی۔

(۲۷) (جس میں سب سے اعلیٰ طلب علم اور اشتغال فی الذکر ہے) اپنے قلب کی کیفیت پر زیادہ نگرانی کی ضرورت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ''**اَلتَّقْویٰ ھٰھُنَا**''۔

(۲۸) ادھر یہ بات میں سمجھتا ہوں کہ جب تک پبلک کے سامنے عملی نمونہ نہ ہو تو محض منبروں پر کی تقریر عمل پر پڑنے کے لئے کافی نہیں ہو سکتی اگر تقریر کے بعد عمل پر پڑ جانے کی اسکیم نہ ہو تو عوام کے اندر ڈھٹائی اور بے ادبی کے لفظ بولنے کی عادت پڑ جائے گی۔

(۲۹) بات یہ ہے کہ عمل بلا صحبت اور صحبت بلا عمل خطرہ سے خالی نہیں ہوتی اور ہر ایک

۲۵۔ صفحہ نمبر ۳۸

۲۶۔ صفحہ نمبر ۴۰

۲۷۔ صفحہ نمبر ۵۴

۲۸۔ صفحہ نمبر ۶۹

۲۹۔ صفحہ نمبر ۸۹

کے الگ الگ اصول ہیں بلا اصول کے بھی خطرہ سے خالی نہیں۔

(۳۰) آپ بھی سہارن پور پہنچ جاویں انشاءاللہ بڑے بڑے علما کی زیارتیں ہوں گی اور بڑے بڑے انوار و برکات کا سبب ہوگا۔

(۳۱) ظاہر میں کوشش کرو اور باطن میں اللہ کی طرف رجوع کرو۔

(۳۲) مگر مجبوری یہ ہے کہ داؤد نہایت مقروض ہے اس لئے قرضہ اترنے کے لئے آمدنی کی صورت ہونی ضروری ہے میرے پاس ایسی ظاہری اطمینانی صورت نہیں ہے کہ خاطر خواہ خدمت تبلیغ کے مقابلہ میں اس کی خدمت کرتا رہوں اور نہ وہاں کوئی آمدنی کی شکل ہے اس لئے اس کی روانگی میں تامل ہے۔البتہ قرضہ اتر جانے کے بعد بلا تنخواہ کے موقعہ پر بھی اس کو اجازت دے سکتے ہیں، جب تک قرضہ ہے اس وقت تک تمہارے پاس جبکہ کوئی آمدنی کی شکل نہیں، بھیجنا مناسب نہیں۔

(۳۳) میرے دوستو! یہ تبلیغ کے اندر صحیح اصول کے ساتھ کوشش کرنا جو ہے، اس کو خوب غور کر کے سمجھ لو کہ یہ کیا چیز ہے خوب سمجھ لو اور خوب سمجھ لو کہ یہ دین کے ادارے اور جتنے بھی ضرورت کے امور ہیں ان سب دینی امور کے لئے تبلیغی صحیح اصول کے ساتھ ملک بہ ملک پھرتے ہوئے کوشش کرنا، باقی سب امور کے لئے بمنزلہ زمین ہموار کرنے کے ہے اور

۳۰۔ صفحہ نمبر ۱۰۵

۳۱۔ صفحہ نمبر ۱۰۷

۳۲۔ صفحہ نمبر ۱۰۸

۳۳۔ صفحہ نمبر ۱۲۴۔۱۲۵

بمنزلہ بارش کے ہے۔اور دیگر جتنے بھی امور ہیں وہ اس زمین مذہب کے اوپر، بمنزلہ باغات کی پرورش کرنے کے ہیں۔

(۳۴) یعنی ایک زمین مذہب کی ہمواری کے لئے لوگوں کو باہر نکالنا اور چمن مدارس کے لئے غلہ کی فراہمی کرنی۔اگر چمن کی جو تمہارے یہاں پہلے سے قائم ہے اسے تم سرسبز نہ کرسکو گے اور غافل رہو گے تو پھر تمہارے اندر دیگر مدارس کے پیدا کرنے کی قوتیں کہاں سے پیدا ہوں گی۔اور یہیں سے ایک ضروری بات کہنی ہے اور یہی ہے اصل اس خط کا مغز کہ ایمان کی جو جڑ ہے۔

(۳۵) اپنے یہاں کے اصلی مقاصد کے چھیو نمبروں میں سے ایک بھی خاطر خواہ نہیں بیان کیا گیا۔صرف اجمالاً باہر نکالنے کو کہا گیا۔حالانکہ چاہئے تھا کہ اپنے تمام نمبروں کو مع اسکے اندر کی فضیلتوں اور اسکی برکات اس کے اثرات اور اس پر جمنے کے ذریعہ تمام دین میں سمجھ کے پیدا ہونے اور جڑوں کے جمنے اور مسلمانوں کے پہلوؤں کو سرسبز کرنے میں پوری کوشش کرنی چاہیے تھی۔ ہر ہر نمبر کی الگ الگ یہ سب باتیں تفصیل وار ذہن نشین کرنے میں پوری کوشش کرنی چاہیئے تھی اور اس کے برخلاف ایک نمبر کی بھی کوئی خوبی نہیں بیان کی گئی۔

(۳۶) وہ یہ کہ ہماری تحریک ایمان جس کی حقانیت اہل جہان تسلیم کر چکے ہیں۔

۳۴۔ صفحہ نمبر ۱۲۶

۳۵۔ صفحہ نمبر ۱۲۸۔۱۲۹

۳۶۔ صفحہ نمبر ۱۳۳

(۳۷) کارکنان میوات کے نام

۱۔ اپنے اپنے کے ان لوگوں کی فہرست جمع کر کے مجھے اور شیخ الحدیث صاحب کو لکھیں کہ جو ذکر شروع کر چکے ہیں یا اب کر رہے ہیں یا چھوڑ چکے ہیں۔

۲۔ دوسرے جو بیعت ہیں اور ان کو بیعت کے بعد جو بتلایا جاتا ہے اس کو نباہ رہے ہیں یا نہیں۔

۳۔ ہر مرکز میں جو مکاتب ہیں ان کی نگرانی اور جدید مکاتب کی جہاں جہاں ضرورت ہو۔

۴۔ تم خود بھی ذکر اور تعلیم میں مشغول ہو یا نہیں۔ اگر نہیں ہو تو بہت جلد اب تک کی غفلت پر نادم ہو کر شروع کر دو۔

۵۔ نمبر اول سے مراد یہ ہے کہ جن کو بارہ تسبیح بتائی ہیں، وہ پابندی سے پورا کرتے ہیں یا نہیں اور انہوں نے ہم سے پوچھ کر کیا ہے یا خود اپنی تجویز سے ذکر کرنے والوں کو دیکھ کر شروع کر دیا ہے۔ ہر ہر شخص سے دریافت کر کے نمبروار تفصیل لکھو۔

۶۔ اپنے مرکزوں سے ہر ہر نمبر کے متعلق نمبروار تفصیل کے ساتھ کارگزاری میرے اور شیخ الحدیث صاحبؒ کے پاس روانہ کرنے کا اہتمام ہو۔

۷۔ جو ذکر بارہ تسبیح کر رہے ہیں ان کو آمادہ کرو کہ وہ ایک ایک چلّہ رائے پور جا کر گزاریں۔

۸۔ حضرت تھانویؒ کے لئے ایصال ثواب کا بہت اہتمام کیا جائے، ہر طرح کی خیر سے ان کو ثواب پہنچایا جائے، کثرت سے قرآن شریف ختم کرائے جاویں۔ یہ ضروری نہیں کہ سب اکٹھے ہو کر ہی پڑھیں بلکہ ہر ہر شخص کا تنہائی میں پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔ تبلیغ میں

۳۷۔ صفحہ نمبر ۱۳۴۔۱۳۵

نکلنے کا ثواب سب سے زیادہ ہے، اسلئے اس صورت سے زیادہ پہنچاؤ۔

۹۔ حضرت تھانویؒ سے منتفع ہونے کے لئے ضروری ہے کہ ان کی محبت ہو اور ان کے آدمیوں سے اوران کی کتابوں کے مطالعہ سے منتفع ہوا جائے۔ان کی کتابوں کے مطالعہ سے علم آوے گا اوران کے آدمیوں سے عمل۔

۱۰۔ میرے دوستو! تمہارے نکلنے کا خلاصہ تین چیزوں کا زندہ کرنا ہے ذکر، تعلیم، تبلیغ۔ یعنی تبلیغ کے لئے باہر نکالنا اوران کو ذکر و تعلیم کا پابند کریں۔(۱۳۴۔۱۳۵)

(۳۸) کہ ہماری تحریک اوراسلامی تبلیغ نہ کسی کی دل آزاری کو پسند کرتی ہے اور نہ کسی فتنہ فساد کے الفاظ سننا چاہتی ہے آپ لوگوں نے بدعتی کے لفظ سے بعض جگہ لوگوں کو یاد کیا ہے۔ آئندہ سے ایسے الفاظ سے احتراز چاہیے جو اشتعال انگیز فتنہ خیز ہوں۔ بلکہ اس قسم کے پیہم الفاظ لکھنے چاہیے جس سے کسی خاص فرقہ یا جماعت پر طعن نہ ہو مثلاً بعض جگہ کے لوگ اب تک شبہات وشکوک میں پڑے ہوئے ہیں۔ ہم اپنی کمزوری اورکوتاہی کی وجہ سے ان کے اشکالات حل نہ کر سکے اور شکوک دور نہ ہو سکے۔ اپنی عیب جوئی اوراس پر توبہ واستغفار و ندامت اپنے عیب اورکوتاہیوں کا ازالہ جبرنقصان ہے۔ دوسروں کے عیب کی کوشش بے ہنری اور کام کو بے رونق کرنے والی چیز ہے۔ دوسروں میں عیب نکالنے سے اپنا مایہ بھی جاتا رہتا ہے۔ اوراپنے میں عیب ڈھونڈ ڈھونڈ کر نکالنے سے پونجی میں کمی نہیں ہوتی اوراگر اس پر ندامت کے ساتھ استغفار وتوبہ کی تو آئندہ کے لئے رحمت و برکت نازل ہوتی ہے۔ بہرکیف تحریر وتقریر میں نہ ایسے الفاظ نکلیں جس سے اندیشہ وخطرہ ہو فساد کا اور نہ ایسے خیالات کا اظہار ہو جس سے بدگمانی اور بدظنی بڑھے۔

۳۸۔ صفحہ نمبر ۱۴۰

از

کتاب: سوانح مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ

مرتبہ: سید محمد ثانی حسنی

(مکتبہ): فیروزالدین شاہین ٹریڈنگ کمپنی کراچی

(۳۹) اصول کی پابندی:

مولانا اس دعوتی کام کیلئے اصول کی پابندی از حد ضروری سمجھتے تھے۔ وہ چھ اصول جن پر اس کام کا پورا پورا انحصار ہے انکی پابندی کو لازمی قرار دیتے ۔کلمہ، نماز، علم و ذکر، اکرام مسلم، حسن نیت، تفریغِ وقت کے سلسلے میں اپنے مکاتیب میں وضاحت سے ذکر فرماتے اور ان پر انتہائی زور دیتے، اپنے ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:۔

''اصول کی پابندی کا بہت ہی زیادہ لحاظ رکھا جائے۔ علم، ذکر، خدمت، اکرام مسلم، تبلیغ، دعا وغیرہ میں سب کو مشغول رکھتے ہوئے لایعنی سے پرہیز کا اہتمام کیا جائے، راتوں میں رونے کو بڑھایا جائے بالخصوص اکرام مسلم کے نمبر کی خوب وضاحت کرتے ہوئے عمل کیا جائے اور کرایا جائے''

حاجی فضل عظیم صاحب کو ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

''کام کا فائدہ ہمیشہ اسکے اصولوں کے ساتھ کرنے سے ہوتا ہے۔ اصولوں کی بے عنوانی کا فساد اسکے اصلاح کو داب لیتا ہے۔ اور اس کے خیر سے منتفع نہیں ہونے دیتا۔ جماعتوں کے نکلنے کی تو خبریں جگہ جگہ سے آتی ہیں مگر ان کے اصول کے استعمال کی جو کام کیلئے روح اور مغز کی حیثیت رکھتے ہیں، ان کا تذکرہ تک نہیں ہوتا۔ سب سے اہم جز علم و ذکر کا اشتغال ہے۔ جو محض اللہ تعالیٰ کی مرضیات پر چلنے اور اعمال مرضیہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے اور اپنے نفس اور خودی کو مٹانے کیلئے ہے۔ اور اس کیلئے سب سے اہم دو جانبوں کے حقوق کو ادا کرنے پر مداومت پالینا ہے۔ ایک علم و ذکر کی طرف رکھنے والے بزرگوں کی عظمت کو دل میں محسوس کرنا، جو کام کیا جاوئے۔ اسکی اطلاع کے ذریعے اور مشاورت کے

۳۹۔ صفحہ نمبر ۷۶۰

ذریعہ ان کی بڑائی کو پہچاننا اوران کے حقوق کوادا کرنا اوراسی طرح دنیاوی لائن میں مادی بڑوں کے حقوق کوادا کرنا اوراپنے مادی کاموں میں انکی مشاورت کوبھی شامل کرنا دوسرااہم جزیہ ہے کہ اپنے سے ہرلائن کے چھوٹوں کا تتبع کرکے دین کی لائن کے،علم کی لائن کے، مال کی لائن کے، رشتے کی لائن کے چاروں لائن کے چھوٹوں کے ساتھ ترحم وشفقت اور ہمدردی اوراخوت کے ذریعہ انھیں اس کام کے اندرزیادہ سے زیادہ لگانے کی سعی کرنا اوران کے علوم واذکار کی ذمہ دارانہ نگرانی کرتے رہنا۔اس لائن کے حقوق ادا کرنے سے مشقت اٹھانے والا طبقہ جسکے اندرہم سے کہیں زیادہ خلوص ہے، کثرت سے اس میں شریک ہوگا، جنکے اس کام میں لگے بغیر کام غیر مستقل سطحی اور جزوی ہے۔اورارباب اہل علم وذکر کے حقوق کی ادائیگی کے ذریعہ کام میں وزن اورنور پیدا ہوگا۔جس کے بغیر کام سطحی اورناپائیدار ہے۔

(۴۰) اس کام کے دست وبازو:۔

مولانا محمد یوسف صاحبؒ یقین اورنماز کواس کام کی بنیاد سمجھتے ہوئے علم وذکرکودعوت وتبلیغ کی تحریک کے دوبازوقرار دیتے تھے اور ہمیشہ اپنی تقریروں اورمکاتیب میں اسکی طرف پوری طرح متوجہ فرماتے تھے۔اپنے ایک اہم مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:۔

’’علم وذکراس کام کے دوبازو ہیں،ان میں سے کسی ایک کی کمی اورسُستی اصل کام کیلئے سخت مضراورکم زورکرنے والی ہے۔ ہرایک اپنی جگہ نہایت ضروری لابدی ہے،علم وذکر کے مراکز خانقاہیں اورمدارس ہیں۔ہم اپنے ان دونوں بازوؤں کوقوی کرنے کے اندر ہرطرح ہروقت اہل علم،علماء،صلحاء اورمشائخ کے محتاج ہیں۔وہ ہمارے بالخصوص،ان دواہم امور

۴۰۔ صفحہ نمبر ۲۵۷

میں مقتدا ہیں۔ چوں کہ ان کے پاس علم نبوت اور جواہرِ نبوت موجود ہیں، ہمارے ذمے لازم ہے کہ ہم اس علم وذکر کی وجہ سے ان کی خوب قدر کریں، ان کی خدمت کریں، ان کی صحبت کو اپنے لئے باعثِ اصلاح ونجات سمجھیں، اس بنا پر تبلیغ کے اہم نمبروں میں سے ہے علماء ومشائخ کی زیارت اوران سے دعاوں کو لینا، ان کے سامنے حالاتِ تبلیغ سنانا اور مفید مشورہ حاصل کرنا۔‘‘

از

کتاب: مکتوباتِ مولانا سعید احمد خان صاحبؒ

مرتبہ: حضرت مولانا مفتی محمد روشن شاہ قاسمی

مکتبہ: شیخ سعید احمد خانؒ قاسم سنٹر کراچی

(۴۱) علم الٰہی سے تقویٰ، توکل، آپس میں الفت و محبت ایثار و ہمدردی اور آدابِ خلافت قائم ہوں، اور ذکر اللہ سے تعلق مع اللہ اور شوق جنت اور خوفِ عذابِ الٰہی اور زہد فی الدنیا ظاہر ہو اور اخلاص ظاہر ہو، علم کا صحیح استعمال کرنا آئے اور عوام و جہلاء کو اللہ تعالیٰ کی معرفت سے آشنا کرائے اور ذکر اللہ سے قوت پرواز الی اللہ پیدا ہو، اور دنیوی تمام شعبے ،تجارت زراعت اور ملازمت بجائے غفلت کے صلاح و فلاح کی شکلیں پیدا ہوں۔اور **اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ**۔ کی صفت کے ساتھ دنیا کا استعمال کرنا آئے۔

آج دعوت والا عمل نہ ہونے کی وجہ سے سارے صفات مردہ اور بے جان ہو رہے ہیں نہ علماء کا مرتبہ اور مقام پہچانا جاتا ہے اور نہ ذاکرین کا۔ان کی خدمتوں میں بجائے اخروی کامیابی حاصل کرنے کے ان کی صحبت میں دھوکے کے گندے دنیوی اعزاز حاصل کر نے کے لیے جاتے ہیں اور ان کی دعاؤں اور تعویذوں سے اپنی دنیا کے گندے اور ظالمانہ مقاصد پورا کرنے کی نیت سے جاتے ہیں اور انھیں چیزوں کے لئے قرآن و حدیث کو استعمال کرتے ہیں جن سے اگر ہدایت حاصل کرنے کی محنت کی جاتی تو یہ عالم پورا کا پورا مسخّر ہو جاتا اور آخرت کی ہمیشہ کی کامیابی حاصل ہو جاتی اور دنیا میں حیات طیبہ اور آخرت میں حسن جزا مل جاتی، اس لئے آپ اپنی زندگی کا راہِ عمل تجویز فرمائیں اور ظاہری رسوم سے دھوکہ نہ کھائیں۔

(۴۲) اور جو اپنے اعمال میں صفات کا لحاظ کر کے نہیں چلتا اس کے اعمال کمزور اور بے جان ہوتے چلے جاتے ہیں۔اس لئے اس دعوت میں سب سے زیادہ دھیان اپنی اصلاح

۴۱۔ صفحہ نمبر ۱۶۶

۴۲۔ صفحہ نمبر ۲۶۶

کا ضروری ہے جیسا کہ بڑے حضرت جی سکھایا کرتے تھے کہ ہمیں اپنے اندر سے حبِ جاہ، جذبہ کبر جیسا برائی کا جذبہ مٹانا چاہئے۔ دونوں جذبے دین کو سب سے زیادہ خراب کرنے والے ہیں۔

(۴۳) نیز اہلِ علم اور اہلِ ذکر کی قدر دانی ضروری ہے ان کا اکرام واجب ہے اور اکرام کے بہت سے طریقے ہیں جن کو آپ جانتے ہیں لیکن اپنے مجمع میں بیان انہیں سے کرائیں جو دعوت کے مزاج کو جانتے ہوں۔ اس میں نہ سیاسی بات ہوگی نہ غیر ضروری قصے اور حکایات اور نہ کسی پر ملامت نہ طعن تشنیع اور نہ تحکمانہ انداز، نہ ڈانٹ ڈپٹ بلکہ خوشامد اور تواضع کے ساتھ اللہ کے دین کے سیکھنے اور سکھانے کے لئے، اللہ کی راہ میں نکالنے کے لئے آمادہ کرنا ہے بیان کے وقت سکھانا نہیں ہے صرف نکلنے کی ترغیب ہے، سیکھیں گے نکلنے کے بعد جبکہ گشت کریں گے اور تعلیم کے حلقے میں بیٹھیں گے اور اللہ کا ذکر کریں گے اور دوسروں کی خدمت کریں گے اور ہر طرح کی تکلیفوں کو برداشت کریں گے اور لوگوں کے اذیت دینے پر صبر کریں گے اور جان و مال کی قربانی کریں گے اور پھر اللہ تعالیٰ کے سامنے گڑگڑا کر اپنے گناہوں سے توبہ کرتے ہوئے ہدایت مانگتے رہیں گے یہ ہے طریقہ سیکھنے کا۔ جتنے ہم تواضع اور لوگوں کی خوشامد کرتے ہوئے بات کریں گے اتنے ہم بھی بنیں گے اور لوگوں کو بھی نفع ہوگا۔ اگر ہم نے لڑائی کے طریقہ پر تحکمانہ انداز سے بات کی تو سب سے پہلے ہم بگڑیں گے اور دوسروں کے بننے کی شکل تو مشکل ہے۔ نفع سے زیادہ نقصان کا اندیشہ ہے نیز اپنے ساتھیوں کے لئے بھی کوئی وقت ترغیب کا ضروری ہے۔ (۲۶۷)

۴۳۔ صفحہ نمبر ۲۶۷

(۴۴) نیز حاسدین کے حسد سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا رہے اور اس خیال میں نہ رہے کہ جب میں حق پر ہوں اور حق کی دعوت دے رہا ہوں تو کسی کا حسد مجھے نقصان نہیں پہنچا سکتا، باطل سے بھی حق والوں کو نقصان پہنچ جاتا ہے لہذا حاسد اگر ایک بھی ہے تو اس سے بھی اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے، اور یوں نہ کہے کہ ہمیں کوئی پرواہ نہیں کیوں کہ یہ لفظ تکبر میں داخل ہے اور اپنے بارے میں زعم باطل پیدا ہو جاتا ہے اپنے کو اس درجہ کا سمجھنے لگتا ہے جس پر ابھی نہیں پہنچا، اور یہ شیطان کا بہت بڑا حملہ ہوتا ہے جس کی وجہ سے خیر سے استغناء اور شر سے بے خوفی پیدا کرتا ہے۔

اہل علم اور اہل ذکر کی زیارت ہمارے لئے ضروری ہے اس سے ہمارے اندر دین کی قدردانی اور تزکیہ نفس کی فکر پیدا ہوتی ہے موصوف کی قدردانی سے صفت کی قدردانی لازم آتی ہے اور موصوف کی ناقدری سے صفت کی ناقدری ہو جاتی ہے فرق مراتب کا لحاظ ضروری ہے اس پر دین کا بہت بڑا اصول قائم ہوتا ہے جن کو یہ تمیز نہیں رہتی وہ بڑے فتنوں میں پڑ جاتے ہیں اور یہ دنیا میں پھنس جاتے ہیں۔

(۴۵) ابھی تک تو ہمیں دعوت دینی بھی نہیں آئی اور حکمت اور بصیرت سے بھی واقفیت نہیں ہوئی جس کی وجہ سے بہت سے حضرات کی خصوصاً کسی دینی شعبے کے چلانے والے کیلئے ہماری دعوت سے اور ہمارے بیانوں سے اعتراض پیدا ہو جاتے ہیں کہ گویا ہم ان کے شعبوں کو ناقص سمجھ رہے ہیں یا ان کو حقیر سمجھ رہے ہیں۔ اگر ہمیں دعوت کا صحیح طرز آ جائے تو ہر ایک ہم کو اپنا ہمدرد اور خیر خواہ سمجھ کر خود بھی قریب ہوگا اور ہمیں بھی اپنے قریب کرے گا۔

۴۴۔ صفحہ نمبر ۴۴

۴۵۔ صفحہ نمبر ۴۵

مثلاً جب ہم دعوت کے نمبر کو اور اسکی اہمیت کو بیان کرتے ہیں تو کبھی علم والوں کے شعبے یعنی مدارس پر اس طرح فوقیت دیتے ہیں گویا کہ وہ اس کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں اور کبھی ذکر والوں کے مقابلے میں جیسا کہ بہت سے واعظین حضور اقدس ﷺ کی فضیلت دوسرے انبیاءؑ کے مقابلہ میں اس طرح بیان کرنے لگتے ہیں کہ دوسرے انبیاءؑ کی تنقیص لازم آنے لگتی ہے اور ان کا یہ طرز بیان دین کے لئے بہت خطرناک ہے ایسے ہی ہمارا طرز بیان خطرناک ہو جاتا ہے۔ طریقہ بیان یہ ہونا چاہیئے کہ پہلے علم کے خوب فضائل بیان کرو اور علم والوں کے درجات بیان کرو جو آیات قرآنی اور احادیث میں آئے ہیں اور اتنا بیان کریں کہ خود ہمارا دل علم اور علم والوں کی عظمت سے بھر جائے اس نسبت سے کہ یہ علم اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور ہم اپنے کو علم اور علم والوں کا محتاج سمجھیں پھر یہ کہیں کہ یہ علم پوری اُمت کے ہر ہر فرد میں بقدر اس کی احتیاج اور ضرورت کے کیسے جائے، اس کے لئے یہ محنت ہے۔ اگر اہل علم اس محنت کو کرتے ہوئے علم کی اشاعت کریں تو امت کا کوئی فرد ایسا جاہل نہ رہے کہ اس کو اس کی ضرورت کے بقدر علم نہ پہنچا ہو، عورت ہو یا مرد ہر ایک اس کا محتاج ہے۔ اس لئے ہم اس محنت میں اہل علم کے زیادہ محتاج ہیں۔

ایسے ہی ذکر اللہ کی اور ذکر والوں کی خوب اہمیت بیان کریں جو قرآن و حدیث میں آئی ہے اور اس قدر ذوق وشوق کے ساتھ ہم بیان کرنے والے ہوں کہ ہمارا قلب ذکر کی عظمت اور ذکر والوں کے احترام سے بھرپور ہو جائے اور متاثر ہو جائے اور پھر یہ بیان کریں کہ ذکر کا امت کا ہر فرد محتاج ہے عورت ہو یا مرد ان میں پھیلانے کیلئے ہم ذکر والوں کے محتاج ہیں۔ بیان میں ایک نمبر کو دوسرے نمبر کا مقابل نہ ٹھرایا جائے کیونکہ مقابلہ سے تنقیص کا شائبہ آجاتا ہے بلکہ معاون قرار دیا جائے کیونکہ دین کے تمام شعبے ایسے ہی ہیں جیسے انسان کے اعضاء اور جوارح۔ آنکھ سے دیکھنے کا کام زبان سے بولنے کا کام، ہاتھ سے

پکڑنے کا کام، کانوں سے سننے، پیروں سے چلنے، دماغ سے سوچنے، یہ سارے کام انسان کے لئے ضروری ہیں۔ اگر ایک عضو میں کمزوری یا نقص ہوگا تو اس سے تمام جسم کو تکلیف ہو گی اور چیزوں سے استفادہ میں نقصان ہوگا اس لئے ان سب اعضاء کی سخت ضرورت ہے۔ سب اعضاء ایک دوسرے کے معاون ہیں مقابل نہیں ہیں۔ اسی طرح سے اللہ کا ذکر اور علم اور عبادت اور خدمت اور معاملات اور قضاۃ سب ایک دوسرے کے معاون ہیں مقابل نہیں ہیں۔ معاون ہونے ہی کی وجہ سے دین مکمل ہوتا ہے اور دعوت تو صرف ان تمام شعبوں کو دنیا میں پھیلانے اور عام کرنے ہی کے لئے ہے۔ مقصود بالذات اور موقوف علیہ میں فرق کو جاننے کے لئے پہلے محنت کرنی ہی ہے جیسے اللہ کا ذکر اور علم اور احکامات عبادات وغیرہ میں مقصود بالذات کیا ہے؟ وہ صرف اللہ کی رضا ہے مگر اللہ تعالیٰ کی رضا ان شعبوں میں چلنے سے حاصل ہوتی ہے گویا کہ یہ شعبے مقصود بالذات کو یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے موقوف علیہ ہیں۔

(۴۶) نیز اپنے کو اس کام میں منجھا ہوا مت سمجھو۔ ابھی ہم تو الف، ب، ت میں ہیں حالانکہ ہم کو تو کافروں اور ملحدوں میں دعوت دینے کی استعداد پیدا کرنی ہے اور دوسرے مسلمانوں میں استعداد لانے کی بھی سعی کرنی ہے اصل دعوت کافروں میں دینی ہے مگر ہم میں استعداد نہیں ہے، ہم بہت کمزور ہیں ان کے مقابلے میں نہ ہم جان و مال لگا سکتے ہیں نہ تکلیفیں اٹھا سکتے ہیں اور نہ ہم بیوی بچوں کو بیوہ اور یتیم کر سکتے ہیں۔

(۴۷) کسی دینی کام کرنے والے کی تنقیص نہ کرے۔

۴۶۔۴۷

۴۶۔ صفحہ نمبر ۲۶۸

۴۷۔ صفحہ نمبر ۱۶۰

اس کیلئے علم وذکر ضروری ہے بغیر ان چیزوں کے صحیح فرماں برداری حاصل نہیں ہوسکتی اور عبدیت کا حصول ناممکن ہے اس لئے ان دونوں چیزوں کی بڑی اہمیت اپنے دلوں میں پیدا کرنا اوران کو قدر دانی کے ساتھ حاصل کرنا، آج مراقبہ موت اور مابعد الموت نہ ہونے کی وجہ سے دل ذکر سے غافل ہے اس لئے مراقبہ ضروری ہے کہ موت کو سوچا کریں، قیامت کے منظر کو اور قبر کی گھاٹی اور جنت دوزخ کے احوال میں غور کیا کریں، اور اللہ تعالیٰ کی کائنات اور زمین و آسمان میں غور وفکر کیا کریں، اس کا اللہ تعالیٰ نے براہ راست حکم دیا ہے اس مراقبہ اور غور وفکر کی طاقت سے زبان کے ذکر کی طاقت ہزار گنا بڑھ جاتی ہے اور اطاعت پر جلد آمادہ کر دیتی ہے اور عبدیت کا راستہ طے کراتی ہے ایسے ہی اپنی زندگی کے متعلق علماء سے مسائل معلوم کرتا رہے۔

(۴۸) اگر اللہ تعالیٰ کسی سے کوئی دین کا کام لے رہا ہو تو اس کو غرّہ میں نہ آنا چاہئے کہ میں اللہ تعالیٰ کے یہاں مقبول ہوں۔

ابھی تو ہم میں **أَسۡتَغۡنٰی مِنَ الۡخَلۡق** نہیں پیدا ہوا جب یہ چیز آئے گی تو اگر کوئی دوست آج دوستی کی وجہ سے کوئی مال یا جائیداد ہمارے مرکز تبلیغ کو وقف بھی کرے گا اور کل دوستی ٹوٹ جانے کی وجہ سے یہ کہے گا کہ میں نے وقف نہیں کیا یا میرا مال واپس دو تو ہم فوراً استغناء قلبی کے ساتھ اس کا مال واپس کر دیں گے اور معاملہ اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان چھوڑ دیں گے۔ (۱۵۲۔۱۵۳)

(۴۹) نیز اس دعوت میں حکمت سیکھنی پڑتی ہے۔ فہم میں معین مددگار ہوتی ہے۔ اصل تو

۴۸۔ صفحہ نمبر ۱۵۲ تا ۱۵۳

۴۹۔ صفحہ نمبر ۲۳۸

حکمت اللہ تعالیٰ کی عطا ہے جس کو بھی دیدیں جس کی طرف اشارہ ہے۔**مَنۡ یُّؤۡ تِیَ الۡحِکۡمَةَ فَقَدۡ اُ وۡ تِیَ خَیۡرًا کَثِیۡرًا** لیکن اس کا تعلق سیکھنے سے بھی ہے صرف وہبی ہی نہیں جیسا کہ دوسری آیت میں آیا ہے ''**وَ یُعَلِّمُهُ ا لۡکِتَابَ وَالۡحِکۡمَةَ** '' تو جیسے کتاب سیکھی جاتی ہے قرآن سیکھا جاتا ہے حکمت بھی سیکھی جاتی ہے۔مگر یہ حکمت اس کو آتی ہے جس کے اندر صفات قدسیہ پیدا ہو جائیں اور صفات شہوانیہ مغلوب ہو جائیں۔لہٰذا حکمت کے ذریعے لوگوں کے قلوب کو حق کیلئے انشراح کرنے میں حق تعالیٰ کی طرف سے دعاء کے ذریعہ مدد لی جائے ورنہ الفاظِ حکمت منافق کی زبان پر بھی آ جاتے ہیں اور اس مقولہ کا مصداق بن جاتے ہیں **اَ لسُّنَّةُ اَ لسُّنَّةِ ا لۡحُکَمَاءِ وَ قُلُوۡبُهُمۡ قُلُوۡ بِ الۡمُنَا فِقِیۡنَ وَ اِ لَّا عَاصِمٌ** اس دعوت میں جس قدر تواضع ،انکساری بڑھتی رہے گی۔

(۵۰) اگر وہ مراقبوں کے ذریعہ اور بزرگوں کی ہدایت کے ذریعہ اور راتوں کی دُعاؤں کے ذریعہ اسکی حفاظت نہیں کرتا تو اس کا اس ہلاکت کی گھاٹی میں بچنا بہت مشکل ہے آج نہ ہم راتوں کو مراقبہ کرتے ہیں نہ اپنے بزرگوں سے پوری ہدایت لیتے ہیں اور نہ راتوں کو رورو کر دعائیں مانگتے ہیں اس لئے خطرات میں پھنس جاتے ہیں۔

مگر یہ گاڑی علم و ذکر کے پہیوں پر چلے گی اور یہ پرندہ علم و ذکر کے بازؤں سے اُڑے گا جس کے دل میں ان چیزوں کی اہمیت نہ ہو اور حامل علم اور حامل ذکر کی قدردانی نہ کرے وہ اس راہ میں کامیاب نہیں ہوسکتا جو شخص اسلام کی چھوٹی سے چھوٹی چیز اپنائے ہوئے چلے اس کی بہت بڑی قدر ہے **لَئِنۡ شَکَرۡ تُمۡ ا لخ** پر عمل جبھی صادق آئے گا۔

۵۰۔ صفحہ نمبر ۱۰۵

جبکہ ہم دین کی چھوٹی سے چھوٹی چیز کی قدر کریں آج تو دین کی بڑی سے بڑی چیز کی قدر بھی باقی نہیں رہ گئی ہے پہلے زمانہ میں مستحب کی وہ عظمت تھی جو آج واجبات کی بھی نہیں۔

(۵۱) اکثر پیدل چلا کریں۔سواری میں زیادہ بیٹھنے سے مجاہدانہ صفت نکل جاتی ہے۔کھانا بھی سادہ کھائیں اور کپڑا بھی سادہ ہو اور خود دھوئیں پھر دعوت کا مزہ آئے گا۔ہر چیز کے تکلفات تکلیف میں ڈال دیتے ہیں،غلام بنا دیتے ہیں،سادگی میں آزادی ہے اطمینان حاصل ہوتا ہے۔

اپنی غلطیوں کی اللہ سے معافی مانگنے کی عادت اللہ کا پیارا کر دیتی ہے۔

لوگوں کے ساتھ تعلقات دین کی لائن سے ہوں۔ذاتی تعلقات آخرت میں کام نہیں دیں گے۔

کسی سے مناظرہ ومباحثہ اس طرح نہ ہو کہ بعد میں اس کو دعوت نہ دے سکیں اور اس سے کترانا پڑے۔آدمی کو کبھی تکبر مال کی وجہ سے ہوتا ہے یا پھر اس سے بڑا تکبر علم کی وجہ سے ہوتا ہے۔کبھی تکبر طاقت یا اپنے کسی کمال کی وجہ سے ہوتا ہے۔انسان کسی بھی تکبر کی وجہ سے انسانوں کی نگاہوں سے گر جاتا ہے۔عاجزی اور تواضع کی وجہ سے بڑا ہو جاتا ہے۔

(۵۲) اس کام میں بڑا خطرہ بیان کرنے والوں پر ہے۔طریقہ بیان خوشامدانہ جیسے چھوٹا بڑوں سے کوئی بات کہہ رہا ہو۔اسی واسطہ سے جب کسی چیز کی کمی کو بیان کریں تو اس میں لفظ ’’ہم‘‘ استعمال کرنا چاہئے کہ ہم سے یہ قصور ہو رہا ہے ہم میں یہ کمی ہے اور جب تعریف کا وقت آئے تو لفظ ’’آپ‘‘ استعمال کرنا چاہئے اور یہ چیز صرف رسماً نہیں بلکہ اعتراف قصور

۵۱۔ صفحہ نمبر ۲۹۰

۵۲۔ صفحہ نمبر ۲۴۳

کے جذبہ سے یہ بات کہنی چاہئے، اپنا قصور اور اپنی کمی اوروں سے زیادہ ہو۔

(۵۳) اہلِ علم واہلِ ذکر سے محبت کرنا خواہ تبلیغ میں لگیں یا نہ لگیں خواہ مخالفت کریں خواہ موافقت کریں اور ان کے سامنے تواضع سے پیش آنا اور ان کی خدمت میں دعا کے لئے حاضر ہونا۔

کبھی تبلیغ کا علم سے یا ذکر سے مقابلہ نہ ڈالنا بلکہ تینوں کو ضروری سمجھنا، لیکن صحیح علم و ذکر کے پھیلانے کے لئے دعوت کے سوائے کوئی عمل نہیں۔

اہلِ علم اور اہلِ ذکر کو ہدایا پیش کرتے رہنا چاہے کم ہی ہوں۔

☆☆☆☆☆☆☆

۵۳۔ صفحہ نمبر ۱۲۶